محمد عمر فاروق

# عطاء المحسن بخاریؒ ..................اک ضربِ کلیمانہ

جنرل ضیاء الحق کی دعوت پر تمام سیاسی جماعتوں کے سربراہ جمع تھے۔ جنرل ضیاء الحق نے جب دوران تقریر مستقبل میں جمہوریت کی بحالی اور دیگر حکومتی وعدوں کے تاج محل دکھانا شروع کیے تو ان کی تقریر کے فوراً بعد ایک بے خوف رہنما اور بیباک مجاہد نے جنرل ضیاء سے یہ گستاخانہ سوال کرنے کی جسارت کی تھی کہ محترم آپ کے پیش و حکمران بھی ہمیشہ ایسے سبز باغ دکھا کر اپنے عرصہ اقتدار کو طول دیتے چلے آئے ہیں۔ آپ کے پاس کیا ضمانت ہے کہ آپ ان طفل تسلیوں کو حقیقت میں ڈھال دیں گے"؟۔ اس غیر متوقع سوال پر مرحوم جنرل ضیاء گڑبڑا کر رہ گئے اور ایک آدھ جوابی جملہ کہہ کر کھسیانی ہنسی میں مردم شناس کے سوال کو گول کر گئے۔ سوال کرنے والی شخصیت ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری تھے جو مجلس احرار اسلام کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اجلاس میں شریک تھے۔

شاہ جی کی سیاسی بصیرت نے اسی لمحے بھانپ لیا تھا کہ یہ شخص اقتدار نہیں چھوڑنا چاہتا۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت اپنی فائل پر یہ جملے لکھ کر اسے بند کر دیا" یہ شخص کم از کم دس سال اقتدار نہیں چھوڑے گا۔" شاہ جی کے اعلیٰ اخلاق کا یہ پہلو بھی قابل داد ہے کہ جب جنرل ضیاء الحق حادثاتی موت کا شکار ہوئے تو سید صاحب نے پاکستان بھر میں پہلا تعزیتی جلسہ ملتان میں منعقد کیا۔ اس موقع پر ان کی تقریر کی صدائے بازگشت کافی عرصہ تک سیاسی حلقوں میں سنائی دیتی رہی۔

سید عطاء المحسن بخاری برصغیر پاک و ہند کے ممتاز قومی و دینی رہنما حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے فرزند گرامی تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی شخصیت کی برتری کے لیے اس نسبی حوالے کو کبھی استعمال نہ کیا۔ بلکہ ان کی اپنی ذات کی گوناں گوں صفات نے انہیں معاصرین میں انفرادیت و مقبولیت بخشی۔

سامراجیت و استعماریت دشمنی مجلس احرار اسلام کا طرۂ امتیاز تھی۔ جب تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں مجلس احرار دس برس کے لئے کالعدم قرار دی گئی تھی۔ تو شاہ جی کا سامراج دشمن مزاج انہیں نیشنل عوامی پارٹی (نیپ) میں لے گیا۔ جب مجلس احرار سے پابندی اٹھا لی گئی تو آپ احرار میں واپس آ گئے۔ اور مجلس احرار کے بزرگ رہنماؤں شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین انصاری کے شانہ بشانہ عوامی رابطہ مہم کے لیے ملک گیر طوفانی دورے کیے۔ آپ کے برادر اکبر حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ اور آپ کی طویل صبر آزما جدوجہد کے نتیجے میں مجلس احرار نے بہت جلد قوت و استحکام حاصل کر لیا۔

اس عہد میں کمیونسٹ اور سوشلسٹ کہلانا ایک فیشن سا بن گیا تھا۔ وسیع و عریض جاگیر، بھاری بینک بیلنس کا مالک سرمایہ دار قیمتی گاڑی میں کھدر پہن کر بیٹھتا اور کمیونزم کی چھتری تلے محض وقت گزاری کے

لیے پرولتاریوں کے مسائل پر رائے زنی کرتا۔ خدا اور رسول اور مذہب کو تضحیک کا نشانہ بناتا۔ اس وقت مجلس احرارِ اسلام واحد دینی و سیاسی جماعت تھی۔ جس نے پاکستان میں سب سے پہلے اس فکری گمراہی کے مرتکب منافقوں کے رویّوں کی حقیقت سے پردہ اٹھایا اور بحیثیت مجموعی ان نظاموں کے خلاف پہلی مضبوط آواز بلند کی۔ سید عطاء المحسن بخاری نے اس جہاد میں استحصالی طبقوں کے مزدور کش مظالم کے سد باب کے لیے تاریخی کردار ادا کیا۔ بعض مذہبی جماعتیں بھی وڈیروں کی ہمنوا تھیں۔ اس طرح مزدوروں اور کسانوں کے معاشی قتلِ عام میں مذہب کا سہارا لیا جا رہا تھا۔ جس پر آپ نے ایک پر مغز تحقیقی مقالہ "اسلام دولت کی مساوی تقسیم کا قائل ہے" لکھ کر شرعی برہمنوں کا ناطقہ بند کر دیا۔

مجلس احرار اسلام نے قیام پاکستان کے بعد انتخابی سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔ اور تمام تر توجہ تبلیغ اسلام، تحفظ ختم نبوت اور اصلاح معاشرہ پر مرکوز کر لی تھی۔ جبکہ بعض مذہبی جماعتوں نے لادین سیاستدانوں کی پیروی میں جمہوریت کو اسلام کے مقابلے میں بطور نظامِ زندگی کے اپنا لیا تھا۔ لیکن مجلس احرار نے سید صاحب کی قیادت میں اسلامی شورائی نظام کو مکمل نظامِ حیات قرار دے کر نفاذ و قیامِ حکومت الہیہ کے لیے جدوجہد جاری رکھی۔ جس پر جمہوری فرزندوں نے ناک بھوں چڑھائی۔ مگر قائدینِ احرار کے موقف کی صداقت کی اس سے بڑھ کر کیا گواہی دی جا سکتی ہے کہ آج سب کچھ لٹانے کے بعد بعض دینی جماعتیں بھی مروجہ سیاست اور جمہوری نظام کو ترک کرنے پر مجبور ہو گئی ہیں۔

سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ نے عوام میں مذہب کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ معاشرتی ناہمواریوں کے خلاف آواز اٹھائی اور مذہبی اجارہ داروں کے دوغلے پن کو بے نقاب کیا۔ انہوں نے رسم و رواج کی گرد ہٹا کر اسلام کو اس کی اصلی حالت میں پیش کیا۔ سید عطاء المحسن بخاری کی اکسٹھ سالہ زندگی کے کارنامے یوں تو بے شمار ہیں کہ انہوں نے لادین نظام کے خلاف جہاد کیا۔ گستاخانِ صحابہؓ کو لگام دی۔ قادیانیت کی سرکوبی کی اور ربوہ (اب چناب نگر) میں مسلمانوں کی پہلی مسجد کی بنیاد رکھی۔ لیکن میرے نزدیک ان کی حیات مبارکہ کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ انہوں نے مجھ جیسے سینکڑوں نوجوانوں کی زندگی کا رخ بدل ڈالا۔ انہوں نے نوجوانوں میں فکری و نظریاتی محنت کی۔ جس کا نتیجہ ہے کہ آج ان کے خوشہ چیں جہاں بھی ہیں۔ وہ نظریاتی اعتبار سے اتنے مضبوط و مستحکم ہیں کہ کوئی بھی بڑے سے بڑا اشتراکی، جمہوری یا مذہبی ڈیرے دار ان کی فکر و نظر کو متاثر و مرعوب نہیں کر سکتا۔

مجھے اعتراف ہے کہ بچپن ہی سے جس عظیم شخصیت نے میرے دل و دماغ پر اپنے کردار و عمل سے قبضہ جمایا، وہ سید عطاء المحسن بخاری تھے۔ جو روایتی مولوی، قدامت پرست واعظ یا زاہد خشک نہ تھے۔ بلکہ وہ ہر دلعزیز اور پہلو دار شخصیت تھے۔ بیک وقت عالم، شاعر، خطیب، صحافی، کالم نگار اور سیاسی رہنما بھی تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی بڑائی اور بزرگی کی دھونس کبھی نہ جمائی۔ انہوں نے کارکنوں سے بیٹوں کی طرح پیار کیا۔ ان کی ذات میں باپ کا سا جلال اور ماؤں جیسی نرم و گداز محبت بھی تھی۔ وہ محفلوں کی جان تھے۔ ان کی

بذلہ سنجی اور لطیفہ گوئی ضرب المثل تھی۔ وہ ایسی دلنواز شخصیت کے مالک تھے کہ ہر ملنے والا یہی سمجھتا کہ ان کا یہ التفات میرے ساتھ ہی مخصوص ہے۔

تلہ گنگ..... دینی و سیاسی سرگرمیوں کے حوالے سے ایک اہم مقام کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے تلہ گنگ میں آنے والے نامور مقررین کو سنا ہے۔ انہیں ابنِ امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ سے بخوبی آگاہی و شناسائی حاصل ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری بیک وقت ایک معتبر عالم دین، ممتاز قومی رہنما، نامور خطیب، منفرد لہجے کے شاعر اور مقبول عام کالم نگار بھی تھے۔ شاہ جیؒ نے ۱۹۶۸ء میں تلہ گنگ کا پہلا دورہ کیا اور پھر تقریباً ۱۹۹۷ء تک وہ سینکڑوں مرتبہ اس سرزمین کو اپنی شعلہ بار خطابت سے سرفراز کرتے رہے۔ وہ پیشہ ور واعظ نہ تھے کہ ان کی نگاہ عقیدت مندوں کی جیبوں پر ہی رہتی۔ بلکہ وہ ایک دریا دل اور یار باش شخصیت کے مالک تھے۔ جنہوں نے لٹایا بہت کچھ ہے، مگر کمایا کچھ نہیں۔ ہاں انہوں نے تحصیل تلہ گنگ کے باسیوں کی دعاؤں سے اپنے دامن کو ضرور بھرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پورا علاقہ انہیں بے لوث رہنما اور بے غرض عالم دین کے طور پر یاد کرتا ہے۔

تحصیل تلہ گنگ کا کوئی قصبہ اور گاؤں ایسا نہیں ہے کہ جہاں ان کے قدم نہ پہنچے ہوں۔ انہوں نے یہاں دس دس میل پیدل سفر کر کے اور بغیر کسی معاوضہ و لالچ کے اللہ کے دین کی تبلیغ کی۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دفاع کی خاطر انہوں نے مصائب و تکالیف برداشت کیں۔ لیکن حرف شکایت سے ان کی زبان آشنا ہی نہ تھی۔ ۱۹۶۹ء میں قادیانیوں نے پنچنند کو اپنی ناپاک سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ اپنی عبادت گاہ تعمیر کی اور کئی مسلمان خاندانوں کو لالچ دے کر مرتد کر دیا۔ خدشہ یہ پیدا ہوا کہ اگر قادیانیوں کو نکیل نہ ڈالی گئی تو قادیانیت کے دامِ تزویر میں پورا علاقہ آ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانانِ تحصیل تلہ گنگ کو اس فتنے سے بچانے کے لیے سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کو رحمت کا فرشتہ بنا کر یہاں بھیجا۔ جنہوں نے مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے کارکنوں کو منظم کیا اور قادیانیوں کی شرانگیزیوں کے خلاف ایک بہت بڑا جلوس تلہ گنگ میں نکالا۔ جس کی قیادت خود بخاری صاحب نے کی۔ دوسرے روز پنچنند میں "ختم نبوت کانفرنس" منعقد کی۔ جس میں چکڑالہ کے احرار کارکن، کپتان غلام محمد کی سرپرستی میں خاص طور پر شریک ہوئے۔ علاقے کے ایک بہت بڑے زمیندار نے پنچنند میں بخاری صاحب کے قدم رکھنے پر گولی مار دینے کی دھمکی دی۔ لیکن وہ انتہائی دلاور انسان تھے کہ خوف جن کی چھڑی میں بھی نہ تھا۔ برسرعام کانفرنس کی اور تاریخی تقریر فرمائی۔ جس سے قادیانی ہمیشہ کے لئے دم دبا کر بھاگ گئے۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے تک یہ کانفرنس ہر سال

بقیہ ص 31 پر